HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

# متعدی امراض: مختلف نقطۂ ہائے نظر کا جائزہ، معاصر فقہاء ومحدثین کی آراء کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

# INFECTIOUS DISEASES: A REVIEW OF DIFFERENT POINTS OF VIEW, A RESEARCH REVIEW IN THE CONTEXT OF THE OPINIONS OF JURISTS AND MUHADDISEEN

**Dr.Ahsan Ul Haq**[1]
**Dr.Abdul Ghaffar**[2]

## Abstract

*Allah Almighty sends down diseases and He is the one who will eliminate them. Especially contagious and epidemic diseases are imposed as a punishment for a nation and as a test for others. Whenever an epidemic spreads in a particular region, a country or the whole world, at that time the people of faith should stay in their region with patience and hope of reward from Allah Almighty and for the purpose of saving the lives of the affected people in particular.An epidemic area should not be visited and healthy people should avoid visiting an epidemic area.This does not necessarily mean that a disease has the power to spread personally,but any disease whether it is contagious or contagious. Non-infectious does not have the power to spread without the will of Allah Ta'ala.However,taking precautionary measures is a Shariah order, because illness is subject to the command of Allah Almighty, but being in contact with a sick person is one of the reasons for it.Avoiding the causes of diseases is not at all contrary to trust in Allah Almighty.*

*Problem statemen:*

*There are different ideas about contagious diseases among the people. For example, homosexuality, suspicions, etc. In this situation, it is necessary to guide the people in the light of correct Islamic teachings. The right concept about the disease should be highlighted so that the superstition and doubting mind in the society is eliminated*

بیماریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو ختم کرنے والا ہے۔ خصوصاً متعدی اور وبائی مرض کسی قوم کے لیے باعثِ عذاب مسلط ہوتی ہے تو کسی کے لیے بطورِ آزمائش ہوتی ہے۔ جب بھی کوئی وباء کسی خاص خطے، کسی ملک یا پوری دنیا میں سرایت کر جائے تو اس وقت اہل ایمان کو صبر اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے اپنے علاقے میں ہی رہنا چاہیے اور متاثرہ افراد کو بالخصوص اپنی جان بچانے کی غرض سے وبازدہ علاقے کو خیر باد نہیں کہنا چاہیے اور صحت مند افراد کو وباء زدہ علاقے میں جانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اس کا قطعاً یہ معنیٰ نہیں کہ کوئی مرض ذاتی طور پر پھیلنے کی طاقت رکھتا ہے بلکہ ہر طرح کا مرض خواہ وہ متعدی ہو یا غیر متعدی اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے بغیر پھیلنے کی قوت نہیں رکھتا۔ البتہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شرعی حکم ہے کیونکہ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے مگر متاثرہ شخص کے ساتھ ملنا جلنا اس کا ایک سبب ہے۔ امراض کے اسباب سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے کے بالکل خلاف نہیں۔

شارحینِ صحیح بخاری نے تعدیہ کے تصور پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ صحیح بخاری کی "کتاب الطب" کے "باب مایذکرفی الطاعون" اور "باب الجذام" کے تحت دو احادیث مبارکہ کے متعلق شارحینِ صحیح بخاری کا مؤقف پیش کیا جائے گا۔

پہلی حدیث مبارکہ کے مطابق نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لاعدویٰ" کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا۔[1] جب کہ دوسری حدیث مبارکہ کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس □ یوں روایت کرتے ہیں:

[1]Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara,District Okara,Pakistan
2Director Seerat Chair/Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Okara, Pakistan

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.2 2024

حضرت عمر□ جب شام جاتے ہوئے "مقام سرغ" پر پہنچے تو آپ کی ملاقات امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور آپ کے رفقاء سے ہوئی۔انہوں نے حضرت عمر□

کو اطلاع دی کہ شام میں طاعون کی وباء پھیل چکی ہے۔حضرت عمر□ وباءزدہ علاقے میں جانے یا نہ جانے کے متعلق مختلف صحابہ کرامؓ کے تین طبقات سے مشورہ کیا۔سب سے پہلے آپ نے حکم دیا کہ میرے پاس ان مہاجرین کو بلاؤ جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔لوگ ان مہاجرین کو بلا لائے تو حضرت عمر□ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور انہیں بتایا کہ طاعون کی وباء شام میں پھیل چکی ہے،اولین مہاجرین کی آراء مختلف ہو جاتی ہیں۔[2]

بعض مہاجر صحابہ کرام □ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی مقدس جماعت آپ کی رفاقت میں ہے اور یہ بہتر ہو گا کہ آپ ان اصحاب رسول کو اس وباء میں مبتلا نہ کریں۔پھر حضرت عمر□ نے انصاری صحابہ کرام □ کو طلب کیا اور ان سے بھی اس وباءزدہ علاقے میں جانے یا نہ جانے کے متعلق مشاورت کی تو انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح باہمی اختلاف کیا تو کچھ صحابہ کرامؓ نے واپس لوٹ جانے کا مشورہ دیا تو کچھ نے وباءزدہ علاقہ میں جانے کا کہا۔حضرت عمرؓ نے تیسری مرتبہ قریش کے بزرگ صحابہ کرامؓ کو جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے،ان سے بھی اس بارے میں مشورہ کیا۔قریشی صحابہ کرامؓ نے امیر المومنینؓ کو رائے دی کہ آپ صحابہ کرامؓ کو واپس لے جائیں اور وباءزدہ علاقہ میں صحابہ کرام □ کو لے کر نہ جائیں۔آپ نے اس رائے کو مقدم جانا اور علی الصبح واپس مدینہ منورہ جانے کی منادی کرا دی۔اس پر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے عرض کیا:

"أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ؟ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ؟ قَالَ:فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگا جائے گا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کاش !آپ کے علاوہ کسی اور صحابیؓ نے یہ بات کہی ہوتی،جی ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فرار اختیار کرنے جا رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی کی جانب گامزن ہیں۔آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ اونٹ رکھتے ہوں اور آپ ان اونٹوں کو لے کر ایسی وادی جس کے دو کنارے ہوں،ایک وادی ہریالی اور دوسری خشکی والی ہو تو اگر آپ سرسبز وادی میں چراؤ گے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو گا اور اگر خشک کنارے پر چراؤ گے تو یہ بھی اللہ تعالی کی اذن اور مشیت سے ہی ہو گا ۔اس دوران حضرت عبدالرحمان بن عوف □ بھی تشریف لے آئے۔وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہ تھے،انہوں نے بتایا کہ میرے پاس اس مسئلہ کے متعلق علم ہے۔میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَاسَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ"-[3]

"جب تم کسی ایسی سرزمین (وباءزدہ) کے متعلق سن لو تو اس سرزمین کی جانب نہ جاؤ اور اگر تم وباءزدہ علاقے میں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔راوی نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور پھر واپس (مدینہ منورہ) تشریف لے آئے"

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

**متعدی امراض کے حوالے سے شارحینِ عظام کا موقف**

متعدی یا وبائی امراض کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر عسقلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ قسطلانی، مولانا سلیم اللہ خاں، مولانا غلام رسول سعیدیؒ اور حافظ عبدالستار حماد نے جو موقف اختیار کیا ہے ان کا احوال حسبِ ذیل ہے۔

**حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا موقف**

آپ متعدی اور وبائی امراض سے بچاؤ کے لیے ان احتیاطی تدابیر کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"لا شَكَّ أَنَّ الصُّوَرَ ثَلَاثٌ ----------هُوَ لِقَصْدِ التَّدَاوِي۔[4]

اس میں کوئی شک نہیں کہ حفاظتی تدابیر تین طرح کی ہیں۔ ایک آدمی کا وباء زدہ علاقہ سے باہر جانے کا مقصد ہی طاعون سے راہ فرار اختیار کرنا ہے تو ایسا آدمی قطعی طور پر ممانعت میں شامل ہے۔ (دوسری) ایک آدمی صرف کسی ضرورت کے لیے جائے اور اس کا مدعا وباء سے بھاگنا نہ ہو۔ (تیسری) ایک آدمی کسی کام کی غرض سے نکلے اور ساتھ ہی اس کا ارادہ طاعون سے بچنا بھی ہو تو اس آدمی کے بارے میں اہل علم کے مختلف نقطۂ نظر ہیں۔ اس آخری صورت میں یہ بھی ہے کہ ایک آدمی جس جگہ موجود ہے وہاں وباء ہو اور جس جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہاں پر بیماری (وباء) نہ ہو۔ اس بارے میں سلف سے مختلف آراء بیان ہوئی ہیں۔ جس کسی نے بھی اسے ناجائز کہا ہے تو اس نے اسے فرار کی صورتوں میں شامل کیا ہے اور جس نے اسے جائز قرار دیا ہے تو اس نے اسے فرار میں شامل نہیں کیا ہے، کیوں کہ وہ فرار کے لیے نہیں نکلا بلکہ وہ تو دوا کے حصول کے لیے جا رہا ہے اور اسی پر ہی محمول کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان وبائی امراض سے بچنے کی حفاظتی تدابیر ذکر کرنے کے بعد حضرت ابو موسی اشعریؓ کا یہ اثر نقل کرتے ہیں:

> "بے شک حضرت عمر □ نے حضرت ابوعبیدہ بن جرح □ کو خط ارسال کیا کہ مجھے آپ سے ایک اہم کام ہے۔ لہذا میرا دعوت نامہ ملتے ہی میرے پاس تشریف لائیں۔ جب ان کے پاس خط پہنچا تو انہوں نے اس کا جواب یوں دیا: بلاشبہ مجھے آپ کے ضروری کام کا بخوبی علم ہو گیا ہے اور میں مسلمانوں کے لشکرِ جرار میں ہوں اور میں ان سے زیادہ عزیز نہیں ہوں۔ پھر (دوبارہ) حضرت عمر □ نے حضرت ابوعبیدہ □ کو جو خط ارسال کیا۔ حمد و ثناء کے بعد بے شک آپ نے مسلمانوں کو نشیبی جگہ پر ٹھہرایا ہے، اس لیے آپ ان کو خوش گوار فضاء والی جگہ پر اتاریے۔ پس حضرت ابوعبیدہ □ نے حضرت ابو موسی اشعری □ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان فوج کے لیے کوئی موزوں جگہ تلاش کیجیے تاکہ ان کو وہاں منتقل کیا جا سکے لیکن حضرت ابو موسی □ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مشغول ہو گئے اور حضرت ابوعبیدہ □ نے جب واپسی کا قصد کیا تو اس دوران آپ طاعون کے مرض میں مبتلا ہو چکے تھے اور بلاشبہ جب آپ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے تو اس وقت طاعون ختم ہو چکا تھا"[5]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ واقعہ "طاعون عمواس" ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجرؒ مرض کے متعدی ہونے کے اثبات اور نفی کے متعلق تطبیق پیش کرتے ہوئے بیماری کے متعدی ہونے کے نظریے کی نفی (اختلاط اور عدم اختلاط دونوں صورتوں میں) کے قائل ہیں:

"والأَولى في الجمع ----- فأَمر بتجنُّبِه حَسْماً للمادَّةِ"[6]

ان دونوں اقوال کو جمع کرنے میں بہتر تو یہی بات ہے کہ نبی محترم ﷺ نے مرض کے متعدی ہونے کی جو نفی کی تھی وہ اپنی عمومیت پر باقی ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ جس میں آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جس نے یہ کہا تھا کہ ایک خارشی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اونٹ دیگر تندرست اونٹوں کے درمیان اختلاط کرتا ہے تو تندرست (اونٹ) بھی خارشی ہو جاتے ہیں۔آپ ﷺ نے اس کے قول کو رد کرتے ہوئے فرمایا: پہلے (تندرست اونٹ) کو خارشی کس نے بنایا؟اللہ تعالی نئے سرے سے اس اونٹ کو خارشی کر دیا جیسے پہلے اونٹ کو خارش زدہ کیا تھا۔اسی طرح دوسرے اونٹ کو بھی اللہ تعالی کی طرف سے خارش لاحق ہوئی۔جہاں تک دوسری حدیث مبارکہ کا تعلق ہے کہ جس میں جذام سے متاثرہ شخص سے دور بھاگا جائے،اس کا مطلب یہ ہے کہ سدِ ذرائع کے طور پر تاکہ اس شخص سے جس کو اللہ کریم کی تقدیر سے کوئی بیماری لاحق ہو جائے یعنی اس مرض کی وجہ سے نہیں،جس کے مرض کے متعدی ہونے کی وجہ سے نبی محترم ﷺ نے نفی کی ہے،جس کو ابتداء میں کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو وہ کہیں یہ گمان نہ کر بیٹھے کہ یہ تو اختلاط کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے۔اس لیے اس گمان کو رفع کرنے کے لیے نبی محترم ﷺ نے دوسری حدیث مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ کوڑھی سے دور بھاگنا ہے تاکہ کسی کے ذہن میں یہ چیز نہ آئے کہ وہ مرض کے پھیلنے کا گمان کرے گا۔اس طرح وہ حرج میں پڑ جائے گا(یعنی دین کے معاملہ میں مشکل میں پڑ جائے گا)۔اس لیے نبی محترم ﷺ نے اجتناب کرنے کا حکم دیا تاکہ ان ذرائع کو ختم کیا جا سکے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ متعدی امراض سے متعلق دونوں طرح کی احادیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں جن میں تعارض موجود ہے۔حافظ صاحب "فرمن المجذوم کما تفر من الاسد" کوڑھ زدہ شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ایک صحت مند آدمی کسی جزام زدہ شخص سے اختلاط کی وجہ سے اس کو بھی بیماری لاحق ہو جائے تو وہ یہ گمان کر بیٹھے گا کہ فلاں شخص سے اختلاط کی وجہ سے اسے بیماری لاحق ہوئی ہے۔اس اعتقاد سے دور رکھنے کے لیے حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ "فرمن المجذوم کما تفر من الاسد"جہاں تک تعلق ہے اس حدیث مبارکہ "لاعدویٰ"کا ہے کہ کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔یعنی کسی بھی بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنی اصل پر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی مرض میں یہ صلاحیت نہیں رکھی کہ وہ بذاتِ خود کسی کی طرف متعدی ہو جائے۔اسی طرح حافظ صاحب اپنے مؤقف کی تائید میں یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ایک خارشی اونٹ دیگر اونٹوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے تو دیگر اونٹ بھی خارش زدہ ہو جاتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بتاؤ پہلے اونٹ کو خارش زدہ کس نے کیا؟یعنی جس ذات نے پہلے اونٹ کو خارش میں مبتلا کیا تو اسی نے ہی بعد والوں کو بھی۔حافظ صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص اور ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کی وجہ سے مرض لاحق نہیں ہوتا بلکہ جس طرح پہلے شخص اور اونٹ کو مرض لاحق ہوا،اسی طرح دوسرے کو بھی۔گویا حافظ صاحب متعدی مرض کے لاحق ہونے کا سببِ اختلاط کو نہیں مانتے بلکہ اس مرض کو براہِ راست اللہ تعالیٰ کی ذات کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

**علامہ بدرالدین عینیؒ کا مؤقف**

شارح عمدۃ القاری علامہ عینیؒ متعدی وبائی امراض کے اثبات اور نفی سے متعلقہ احادیث مبارکہ کی تطبیقی حیثیت مختلف آئمہ کرام کے حوالے سے یوں قلمبند کرتے ہیں:

"ان هٰذ الحدیث لا یقاوم حدیث الباب ----- وامره بالفرار منه لنهیه عن النظر الیه "[7]

1. یہ حدیث مبارکہ (کوڑھی کے ساتھ کھانا کھانے کے متعلق)، حدیث الباب کے درجے سے کم ہے اور مخالفت وہاں معتبر ہوتی ہے جہاں دونوں احادیث مبارکہ کا درجہ ایک جیسا ہو۔
2. آپ ﷺ نے مجزوم کے ساتھ کھانا نہیں کھایا بلکہ علامہ کلاباذیؒ کے بقول آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔
3. بالفرض آپ ﷺ نے اس آدمی کے ساتھ کھانا کھایا بھی ہو تو یہ امراض فی نفسہ متعدی نہیں ہیں لیکن اگر اللہ تعالی چاہے تو مریض کا تندرست کے ساتھ میل جول کو سبب بنادے اور بعض اوقات یہ سبب نہیں بنتا،جیسا کہ عام اسباب میں ہوتا ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۔حدیثِ اول میں تعدیہ کی نفی درحقیقت زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے عقائد کی نفی کرنا ہے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: "فَمن أعدى الأول؟ "اور دوسری حدیث مبارکہ میں"فر من المجذوم"میں اختلاط ہے جو اسبابِ میں سے ایک سبب ہے اور سبب بھی مسبب الاسباب کا پیدا کردہ ہے،اس لیے تکلیف سے ڈرایا گیا ہے اور احتیاط کی ترغیب دی گئی ہے۔

4. قاضی عیاضؒ نے فرمایا: مجزوم کے متعلق مختلف آثار ہیں۔ جیسا کہ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجذوم سے مل کر کھانا کھایا۔یہ حدیث مبارکہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓاور علمائے سلف کے ایک گروہ کے نزدیک مجذوم کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے اور اس سے اجتناب کا حکم منسوخ ہو گیا ہے اور یہی بات مسلکِ مالکیہ کے امام عیسٰی بن دینارؒ سے بھی منقول ہے ۔

5. علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ علمائے سلف نے اس حدیث مبارکہ کی صحت میں اختلاف کیا ہے اور بعض نے جذام وغیرہ میں مبتلا مریضوں کی شدتِ تکلیف کی وجہ سے دوری کے حکم کا انکار کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ، ثُمَّ قَالَ: كُلْ بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ"[8]

"رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے میں داخل کیا پھر ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ"

آپ ﷺ نے کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا اسے اپنے پاس بٹھایا اور اسی طرح آپ کے ہدایت یافتہ صحابہ کرامؓ نے بھی یہی عمل کیا۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت سلمانؓ مجزومین کے لیے کھانا تیار کرتے اور دونوں ان کے ساتھ کھانا کھاتے۔سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے ان سے استفسار کیا کہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجذوم سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور یہ فرمان بھی: فَمن أعدى الأول؟ اور ہمارا ایک غلام تھا جو اس مرض میں مبتلا تھا اور میری پلیٹ میں کھاتا اور پیالہ میں پیتا اور میرے بستر پر سو جایا کرتا۔یہ تمام آثار، تعدیہ کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

6. بعض علماء کہتے ہیں کہ کوڑھی سے بھاگنے کے بارے میں جو آثار ہیں وہ صحیح ہیں اور اس سے دوری کا حکم اس کو غور سے دیکھنے کے سبب سے ہے۔

علامہ عینیؒ نے جذام لگے شخص سے متعلق دو طرح کی احادیث (کوڑھی شخص کے ساتھ اختلاط اور عدم اختلاط) ذکر کر کے آخر میں احادیث کے درمیان تطبیق دی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں "نبی علیہ السلام نے جذام کے مریض کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھانے کے لیے بٹھایا اور فرمایا کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے اس کا نام لے کر کھاؤ"اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد علامہ عینیؒ نے ان دو باہم متعارض روایات کے درمیان تطبیق اس طرح دی جس کا لب لباب یہ ہے:

1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت امام بخاریؒ کی ذکر کردہ روایت کے متساوی نہیں ہے جب کہ معارضہ کے لیے شرط یہ ہے کہ دونوں روایتیں قوت میں برابر ہوں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

2) دوسری توجیہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس مریض کو کھانے کی اجازت دی تھی یعنی خود اس کے ساتھ کھانا تناول نہیں فرمایا۔

3) اگر یہ فرض کرلیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تھا تب بھی اس کا معنٰی یہ ہوگا کہ امراض خود سے متعدی نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تندرست کا مریض کے ساتھ اختلاط کو مرض پھیلنے کا سبب بنایا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ اختلاط سے مرض پھیلے بلکہ کبھی اختلاط کے باوجود مرض نہیں پھیلتا۔

اور بھی کئی توجیہات ذکر کیں جس کا حاصل یہی ہے کہ مذکورہ بالا روایت میں مریض سے دور رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اختلاط کو اللہ تعالیٰ نے مرض پھیلنے کا سبب بنایا ہے اس کی وجہ سے کوئی سادہ لوح مسلمان یہ نہ سمجھ لے کہ مریض کے ساتھ ملنے جلنے سے بندہ خود بھی مریض بن جاتا ہے اس فاسد گمان کو ختم کرنے کے لیے مریض سے دور رہنے کا حکم ہے۔

**علامہ قسطلانیؒ کا موقف**

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کا اجتہاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے عین مواقف تھا۔ آپ لکھتے ہیں:

"فجاء عبد الرحمن بن عوف ----- المروي عن الشارع-ﷺ"[9]

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف تشریف لائے، وہ کسی کام کی وجہ سے موجود نہیں تھے اس لیے ان سے مشاورت نہ ہو سکی تھی۔ انہوں نے فرمایا جو تم اختلاف کر رہے ہو اس بارے میں میرے پاس دلیل موجود ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جس علاقہ میں طاعون پڑ جائے تو وہاں مت جاؤ اور جہاں طاعون واقع ہوا ہو وہاں سے گھبرا کر راہ فرار اختیار نہ کرو۔ یہ عقیدہ کے لیے بہتر اور شیطانی وسوسوں کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ حضرت عمر نے اپنے اجتہاد کو نص کے موافق ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

علامہ قسطلانیؒ "وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عدوی کی نفی سے مراد فی نفسہ تعدیہ کی نفی کی گئی ہے جو کہ اہلِ جاہلیت کا تصور تھا کہ امراض طبعی طور پر متعدی ہوتے ہیں۔ ان پہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان کے اس عقیدہ کا رد فرمایا اور مجذوم کے ساتھ کھانا کھانے سے آپ کا یہ بتانا مقصود تھا کہ بیماری اور شفاء من جانب اللہ ہیں۔ آپ ﷺ نے کوڑھی سے دوری اختیار کرنے کا حکم دیا۔ آپؒ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَأَكَلَهُ ﷺ مَعَ مَجْذُومٍ وَقَالَ: ثِقَةٌ بِاللَّهِ وَتَوَكُّلا------ فَأَثَّرَتْ وَعَلَى هَذَا جَرَى أَكْثَرُ الشَّافِعِيَّةِ"

رسول ﷺ نے کوڑھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کریم کے نام کے ساتھ اعتماد اور توکل کر، لہذا ظاہری طور پر ان دونوں حدیثوں کو سمجھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بیماری کے متعدی ہونے کا مطلب یہ ہے وہ خود اپنی ذات کے اعتبار سے پھیلتی نہیں ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں گمان کیا جاتا تھا کہ بیماریاں طبعی طور پر متعدی ہوتی ہیں جب کہ حدیث مبارکہ میں بیماری کے متعدی ہونے کی نسبت اللہ کریم کی طرف کی گئی ہے اور آپ نے جاہلی توہم پرستی کو باطل قرار دیا اور خود آپ نے ایک کوڑھ زدہ شخص کے ساتھ مل کر کھانا کھایا ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ بے شک یہ تمام دنیوی اسباب جنہیں اللہ تعالیٰ جاری کرتے ہیں جو اپنے مسبب کی طرف لوٹتے ہیں۔ آپ ﷺ کے روکنے کا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

مطلب ہے اسباب کو ثابت کرنا اور آپ کے فعل سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ دنیاوی اسباب مستقل نہیں بلکہ جب اللہ چاہے ان کی قوت کو سلب کر لیتا ہے، جس کے بعد اسباب کسی چیز میں مؤثر نہیں ہوتے۔ جب اللہ کریم چاہے تو ان اسباب کی تاثیر کو باقی رکھتا ہے جس کے بعد وہ مؤثر ہوتے ہیں۔ حدیث کا یہ مفہوم اور تطبیق اکثر شوافع نے بیان کی ہے۔

"وَقِيلَ إِنَّ إِثْبَاتَ الْعَدْوَى-------- قَالَهُ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الْبَاقِلَّانِيُّ"

یہ بھی کہا گیا ہے کوڑھی والے کی بیماری کا متعدی ہونا عمومی طور پر متعدی ہونے سے مخصوص ہے۔ جس کا معنٰی ہوگا کہ کوڑھی، پھلبہری اور خارش زدہ کے علاوہ بیماری متعدی نہیں ہوتیں۔یہ قول قاضی ابوبکر باقلانیؒ کا ہے۔

"وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْفِرَارِ-----------الْمُسْلِمِ وَبَلَائِهِ"

ایک قول یہ بھی ہے کہ کوڑھی والے شخص سے دور رہنے کا مطلب خود آدمی کی حفاظت مقصود ہے کیوں کہ جب وہ کسی صحت مند، صحیح بدن اور آفات سے محفوظ شخص کو دیکھے گا تو اس کی مصیبت، پریشانی اور حسرت میں اضافہ ہوجائے گا وہ اس بات کو بھول جائے گا کہ اللہ تعالی نے مزید اس پر کیا انعام کر رکھے ہیں۔ بس یہی سبب بن جائے گا کسی دوسرے مسلمان کی مصیبت اور آزمائش کا ۔

"وَقِيلَ لَا عَدْوَى------فأمرﷺ بتجنب ذلك شفقة منه ورحمة"۔[10]

بیماری کے متعدی ہونے کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اصل عقیدہ یہی ہے کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی لیکن کوڑھی سے بچنے کا حکم سدِ ذریعہ کے طور پر ہے تاکہ کوڑھی والے شخص سے میل جول کرنے والے کے ذہن میں بیماری کے متعدی ہونے کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو جس کے بعد وہ یہ سمجھے کہ شایداختلاط کی وجہ سے بیماری مجھے لگی ہے حالانکہ حدیث میں اسی بات کی نفی کی گئی ہے ۔ آپ ﷺ نے الگ رہنے کا حکم شفقت اور رحمت کے اعتبار سے۔

مذکورہ دلائل کی روشنی میں علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جذام زدہ شخص کے ساتھ کھانا کھا کر زمانہ جاہلیت کے عقیدہ پر کاری ضرب لگائی، جس میں مرض کو بذاتِ خود متعدی سمجھا جاتا تھا تو حضرت محمد ﷺ نے یہ بات واضح کر دی کہ بیماری اور صحت سب کچھ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں اور جذام زدہ شخص سے دور رہنے کا حکم فرما کر گویا یہ فرمایا کہ متعدی مرض سے متاثرہ شخص سے قرب کو اللہ تعالی نے مرض پھیلنے کا سبب بنایا ہے یعنی اللہ تعالی ہی بیماری کے خالق ہیں۔اس لیے اللہ کریم جب چاہے، جہاں چاہے اور جس کو چاہے بیماری میں مبتلا کر سکتا ہے۔لہٰذا علامہ قسطلانیؒ کے نزدیک بھی کوئی بیماری خود سے نہیں پھیلتی بلکہ اللہ تعالی ہی اسے دوسرے شخص تک منتقل کرتے ہیں اور اس کے انتقال کا سبب اختلاط ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

## مولانا سلیم اللہ خاںؒ کا مؤقف

مولانا سلیم اللہ خاںؒ "کشف الباری عما صحیح البخاری" میں کتاب الطب کے "باب الجذام" کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آیا مرض متعدی ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ اس کے متعلق مختلف احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔کچھ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ امراض متعدی نہیں ہوتے جب کہ کچھ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض متعدی ہوتے ہیں۔

آپؒ حسبِ ذیل احادیثِ مبارکہ نقل کرتے ہیں جو امراضِ تعدیہ کی نفی پر دلالت کرتی ہیں:

1. باب الجذام کی پہلی حدیث مبارکہ جس میں "لاعدویٰ ولاطیرۃ "فرمایا گیا ہے۔
2. دوسری حدیث مبارکہ جس میں آپ ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ساتھ کھانے کے بڑے پیالے میں داخل کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: کل بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلاعلیہ[11]
3. تیسری حدیث مبارکہ جس میں آپ ﷺ نے تعدیہ کی نفی فرمائی تو ایک اعرابی نے استفسار کیا کہ خارش زدہ اونٹ جب کبھی صحت منداونٹوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی خارش تندرست اونٹوں کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: فمن أعدی الأول؟" پہلے اونٹ کو یہ بیماری کس نے لگائی؟

ان مذکورہ تین احادیثِ مبارکہ میں کلی طور پر ہر طرح کی بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے جب کہ اس کے برعکس وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جن کو مولانا سلیم اللہ خاںؒ نے امراضِ تعدیہ کے اثبات کے طور پر پیش کی ہیں۔

1۔ باب الجذام کے آخر میں مذکور فرمان نبوی ﷺ ہے:

"وفر من المجذوم کما تفر من الاسد"[12]

"اور تو کوڑھی سے اس طرح بھاگ جس طرح شیر سے بھاگتے ہو"

2۔ کوڑھ زدہ افراد کی جانب دیکھنے کی ممانعت سے متعلق روایت ہے:

"جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ۔جب ان سے بات چیت کرنا چاہو تو تمہارے درمیان ایک نیزے کا فاصلہ ہونا چاہیے"[13]

3۔ صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

"لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ"[14]

کسی مریض کو تندرست آدمی کے پاس نہ لایا جائے۔

4۔ طاعون سے متعلقہ اس معروف حدیث مبارکہ میں بھی تعدیہ مرض کا ثبوت ملتا ہے:

"فَمَنْ سَمِعَ بِهِ فِي أَرْضٍ فَلَا يَقْدَمْ عَلَيْهِ"[15]

"جہاں کہیں طاعون کی وباء پھیلی ہو، وہاں جانے سے گریز کیا جائے"

### حلِ تعارض کی توجیہات

چونکہ تعدیہ کے مسئلہ میں تعارض آرہا ہے اور محدثین کے ہاں تعارض کے حل کے تین طریقے ہوتے ہیں: (1) نسخ (2) ترجیح (3) تطبیق۔

اس لیے مولانا سلیم اللہؒ فرماتے ہیں کہ ان احادیث مبارکہ میں بھی مختلف علماء نے تینوں اقوال اختیار کیے ہیں۔

1. علماء کی ایک جماعت نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ مجزوم سے فرار کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔
2. بعض علماء نے ترجیح کا طریقہ اپنایا ہے۔ان میں سے بعض علماء نے تعدیہ امراض کی نفی والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ کچھ علماء تعدیہ امراض کے اثبات والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں۔
3. لیکن اکثر علماء نے ان دونوں طرح کی روایات میں تطبیق دی ہے اور اس تطبیق کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

تطبیق کی صورتیں

1) جن احادیث مبارکہ میں اجتناب اور" فرارمن المجذوم" کا حکم دیا گیا ہے، وہ استحباب اور احتیاط پر محمول ہیں اور جن احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے مجذوم کے ساتھ کھانا کھایا ہے، بیانِ جواز پر محمول ہے۔

2) کسی بیماری اور مرض میں بالذات یہ تاثیر نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو جائے جبکہ جن روایات سے تعدیہ امراض کا ثبوت ملتا ہے وہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالی نے ظاہری سبب کے طور پر بعض امراض میں تعدیہ کا وصف پیدا کر دیا ہے۔

3) امام بیہقی اور ابن الصلاح رحمہما اللہ اور بعض دیگر علماء نے دونوں طرح کی روایات میں تطبیق دیتے ہوئے یہ نقطۂ نظر اختیار کیا ہے کہ جن روایات میں متعدی بیماریوں کی نفی ہے۔ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی بیماری میں ذاتی طور پر پھیلنے کی صلاحیت موجود نہیں ہوتی کہ وہ کسی دوسرے فرد کی جانب منتقل ہو سکے۔زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بیماریوں ایک فرد سے دوسرے فرد کی جانب منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں کیونکہ وہ بیماریوں کو بالذات متعدی خیال کیا کرتے تھے۔اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی طور پر اس کی نفی فرمائی اور جن روایات میں تعدیہ بیماریوں کے اثبات کا بیان ہے وہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کریم نے ظاہری سبب کے طور پر بعض بیماریوں میں تعدیہ کا وصف رکھا ہے کہ وہ آگے منتقل ہو سکتی ہیں لیکن سببِ حقیقی اور مؤثر اصلی کے طور پر یہ وصف ان میں نہیں لہذا نفی سبب حقیقی کی ہے اور اثبات سبب ظاہری کا ہے۔اس لیے دونوں طرح کی روایات میں کوئی تعارض نہیں۔[16]

مولانا سلیم اللہ خانؒ کشف الباری میں امراض کے حوالے سے متضاد روایات کا ذکر کرتے ہیں؛کچھ روایات امراضِ متعدیہ کے حق میں اور کچھ اس کے کے مخالف۔مولانا صاحب دونوں قسم کی روایات پیش کر دیتے ہیں لیکن اپنا مؤقف پیش نہیں کرتے۔شارح کا فرض منصبی ہے کہ وہ روایات پر بحث کرنے کے علاوہ اپنا مؤقف بھی واضح کرے۔

**مولانا غلام رسول سعیدیؒ کا مؤقف**

آپؒ امراض کے متعدی ہونے کے متعلق اپنا نقطۂ نظر یوں قلمبند کرتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ جدید میڈیکل سائنس کا یہ نظریہ ہے کہ ایک بیماری کے جراثیم دوسرے صحت مند شخص میں سرایت کر جاتے ہیں اور اس صحت مند میں بھی وہی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔جس طرح اللہ تعالی نے اور چیزوں کے اسباب بنائے ہیں اسی طرح مرض کے متعدی ہونے کو بھی سببِ غالب بنایا ہے اور جو علماء جدید میڈیکل سائنس کے اس نظریہ کو قبول کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مرض کا متعدی ہونا سببِ غالب ہے اور اللہ تعالی نے یہ سبب بنایا ہے اور مؤثر حقیقی اللہ تعالی ہی ہے۔کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسباب میسر ہوتے ہیں اور ان اسباب پر مسبب کا ترتب نہیں ہوتا۔اس لیے مرض کا متعدی ہونا فی الجملہ سبب ہے اور وہ مؤثر حقیقی نہیں ہے"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

آپؒ حضرت ابوہریرہ کی احادیثِ مبارکہ نقل کرتے ہیں جس میں امراض کے متعدی ہونے یا نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی ہے اور نہ الو کی نحوست ہے اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے۔ اور جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو"[17]

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لاَ تُورِدُوا الممْرِضَ عَلَى المصِحِّ"۔[18]

"مریض کو صحت مند کے پاس نہ لایا جائے"

ان دونوں حدیثوں سے بھی یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فی الجملہ مرض متعدی ہوتا ہے لیکن یہ سبب مؤثر نہیں ہے اور مرض کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے اور چیزوں کے اسباب بنائے ہیں۔ اسی طرح مرض کے متعدی ہونے کو بھی بیماری کا سبب بنایا ہے لیکن یہ کلی سبب نہیں ہے نہ سبب حقیقی ہے۔ یہ ان علماء کی رائے ہے اور میری رائے بہر حال یہی ہے کہ مرض متعدی نہیں ہوتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لاعدوی" "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور ہو سکتا ہے اس کی توجیہہ کی جائے کہ کوئی مرض خود بخود متعدی نہیں ہوتا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کسی مرض کو متعدی کر دے تو ایسا ہو سکتا ہے۔"[19]

آپؒ "مقالاتِ سعیدی" میں مرضِ تعدیہ کے اثبات میں اپنا مؤقف واضح کرتے ہیں:

"یہ بحث شروع سے چلی آ رہی ہے کہ وبائی امراض متعدی ہوتے ہیں یا نہیں؟ دونوں طرف سے احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن روایت کے تتبع اور دقت نظر سے جو بات سامنے آئی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض امراض میں یہ خاصیت پیدا کی ہے کہ ان کے جرثومے ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔"[20]

اپنے مؤقف کی تائید میں آپؒ یہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

إتقوا المجذوم كما يتقي الاسد

مولانا غلام رسول سعیدیؒ مرض کے متعدی یا غیر متعدی ہونے کے حوالے سے کوئی واضح اور دوٹوک مؤقف اختیار کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ سعیدی صاحب نے مرض کی متعدی یا غیر متعدی ہونے کے حوالے سے دونوں طرح کی روایات بیان کی ہیں۔ کبھی ان کا جھکاؤ مرض کے متعدی ہونے کی طرف ہوتا ہے اور کبھی وہ موجودہ سائنسی حقائق کی صداقت پر یقین کر لیتے ہیں اور مرض کو متعدی سمجھنے لگتے ہیں اور مرض کے متعدی ہونے کے سبب کو غالب قرار دیتے ہیں۔ اس حوالے سے سعیدی صاحب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ذکر کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کو صحت مند کے قریب نہ لایا جائے۔ صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت جو حضرت ابوہریرہ سے ہی مروی ہے اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ بدشگونی ہے اور نہ الو کی نحوست ہے اور نہ ماہِ صفر کی نحوست ہے اور جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ "نعم الباری فی شرح صحیح البخاری" میں دیگر علماء کے برعکس مولانا سعیدی صاحب امراضِ تعدیہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"میری رائے بہر حال یہی ہے کہ مرض متعدی نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "لا عدوی" کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور ہو سکتا ہے اس کی یہ توجیہ کی جائے کہ کوئی مرض خود بخود متعدی نہیں ہوتا، ہاں اللہ تعالیٰ کسی مرض کو متعدی کر دے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب"

مقالاتِ سعیدی میں مولانا غلام رسول سعیدیؒ نے پہلی روایت حضرت ابو ہریرہؓ کی پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوڑھی سے ایسے بچو جیسے شیر سے بچا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ بدر الدین عینیؒ کے دو اقوال پیش کیے ہیں۔ پہلے قول میں مجذوم کے ساتھ میل جول میں جذام کے سبب کو غالب سمجھا ہے۔ دوسرے قول میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ بیماریاں خود بخود متعدی نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیمار کے تندرست کے ساتھ اختلاط کو متعدی مرض کا سبب بنایا ہے علامہ عینیؒ کا یہ مؤقف بھی پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ عرب یہ گمان کرتے تھے کہ بیماریاں خود بخود متعدی ہوتی ہیں۔ کوڑھی کو کھانے میں شریک کرنے کے حوالے سے سنن ترمذی کی روایت کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کوڑھی کو اپنے ساتھ پیالے میں شریک کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کھانا کھانے کو کہا۔

راقم الحروف مولانا سعیدی صاحب کے مرض کے متعدی یا غیر متعدی ہونے کے حوالے سے عرض پرداز ہے کہ مولانا سعیدی صاحب مرض کو متعدی خیال نہیں کرتے اور آپ صحیح بخاری، سنن ترمذی کی احادیث مبارکہ اور دیگر علمائے کرام کی آراء بھی پیش کرتے ہیں اور اپنا آخری مؤقف یہی پیش کرتے ہیں کہ کوئی بھی مرض متعدی نہیں ہوتا۔

**حافظ عبدالستار حماد کا مؤقف**

حافظ عبدالستار حماد نے "ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں کتاب الطب کے باب الجذام کے حوالے سے لکھا ہے کہ کائنات میں ہر بیماری اللہ تعالی کے حکم اور مشیت کے تابع ہے۔ اس کی اذن کے بغیر کوئی بیماری کسی کو لاحق نہیں ہو سکتی کیونکہ کائنات کا زرہ زرہ اس کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ جہاں تک تعلق ہے متعدی بیماری کے آگے پھیلاؤ کا تو اس میں اثر بھی اللہ تعالی پیدا کرتا ہے جو کہ کوڑھ زدہ فرد کا تندرست فرد کے ساتھ میل ملاپ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس لیے ان تمام اسباب واحتیاط کو بروئے کار لانا چاہیے جن سے اس بیماری کے پھیلاؤ کو کم کیا جاسکے۔ یہ قطعی طور پر توکل علی اللہ اور شرع کے خلاف نہیں ہے۔

جہاں تک تعلق ہے مجزوم آدمی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے تو اس ضمن میں حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فرمان عالیہ کمزور عقیدہ رکھنے والے عوام الناس کے لیے خاص ہے کہ اللہ تعالی کی تقدیر کے سبب بیماری لاحق ہو جانے سے ان کے ایمان اور عقیدہ میں خلل پیدا نہ ہو جائے اور لوگ یہ عقیدہ اختیار نہ کرلیں کہ اس بیماری کا محرک فلاں آدمی سے میل ملاپ تھا۔ اس کے برعکس علمائے کرام، فقہائے عظام اور ایمان ویقین میں رسوخ رکھنے والے احباب کے لیے اجازت ہے کہ وہ کوڑھی زدہ آدمی کے ساتھ کھاپی اور میل جول رکھ سکتے ہیں[21] کیونکہ آپ ﷺ نے بھی جزامی آدمی کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور فرمایا:

"كُلْ بِسْمِ اللهِ، ثِقَةً بِاللَّهِ، وَتَوَكُّلاً عَلَيْه"[22]

"اللہ تعالی کا نام لیکر، اس پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ"

حافظ صاحب اس حدیثِ مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے، تاہم صاحب ایمان ویقین کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے آدمی کے ساتھ مل کر کھانا کھائے لیکن ایسے مریض کو ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھنا چاہیے تاکہ اس کا دل نہ دکھے"

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے

"لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ"[23]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"جزام کے مریضوں کو ٹکٹکی باندھ کر مت دیکھو"

حافظ صاحب آخر میں مجزوم کے حوالے سے ہدایت کرتے ہیں کہ جزام کی بیماری میں مبتلاء شخص کو چاہیے کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ رہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے تکلیف محسوس نہ کریں۔جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

"كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ"[24]

" قبیلہ ثقیف میں ایک مجزوم شخص تھا۔سرور کائنات ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: " تم واپس چلے جاؤ،ہم نے تمھاری بیعت قبول کر لی ہے"۔

حافظ عبدالستار حماد باب"ما يذكر في الطاعون"اور باب"أجر الصابر في الطاعون"کے تحت اکثر ہر حدیث مبارکہ کی الگ الگ تشریح وتوضیح کرتے ہیں۔آپ نے ان دونوں ابواب میں وبائی اور متعدی امراض کے متعلق جن احکام ومسائل کا استنباط کرتے ہیں،ان میں سے چند ایک اختصاراً پیش کیے جاتے ہیں۔

1. موت کا وقت مقرر ہے اور وہ ایک لمحہ آگے پیچھے نہیں ہوتی،اس کے باوجود وبائی جگہ جانے اور وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ لوگوں کا عقیدہ خراب نہ ہو،مثلاً کوئی کہے کہ میرا وبائی مقام کی طرف جانا ہلاکت کا سبب بنا یا وبائی مقام سے آنا اس کی عافیت کا باعث ہوا۔
2. اگر کسی علاقے میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑے تو وہاں نہیں جانا چاہیے اور وہاں کے لوگوں کو اس مقام سے نہیں نکلنا چاہیے اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے راہِ فرار اختیار کرنا نہیں بلکہ تقدیر الٰہی ہی کا ایک حصہ ہے۔آپ ﷺ نے طاعون کو اپنی امت کے لیے شہادت اور رحمت اور کفار کے لیے باعثِ عذاب قرار دیا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي،وَرَحْمَةٌ، وَرِجْسٌ عَلَى الْكَافِرِ"[25]

"طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کفار کے لیے عذاب"

حافظ عبدالستار حماد نے وبائی مرض جذام کو ایسی مہلک بیماری قرار دیا ہے جس میں سوداوی مادے کی کثرت سے جسم کا سارا خون خراب ہو جاتا ہے۔جسم گل جاتا ہے اور انگلیاں کٹ جاتی ہیں۔حافظ صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر فرمائی ہے جس میں چھوت لگنا ،بد شگونی، الو اور ماہِ صفر کا منحوس ہونا سب خیالاتِ باطلہ ہیں لیکن کوڑھی سے دور بھاگنے کو لازم قرار دیا ہے۔

حافظ صاحب نے امراضِ تعدیہ کے حوالے سے ایک واضح مؤقف پیش کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اسبابِ بیماری سے پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں۔جذامی سے دور بھاگنے کے عمل کو عامۃالناس سے منسلک کرتے ہیں لیکن خاص اور راسخ العقیدہ کو جذامی کے ساتھ کھانے پینے اور ملنے جلنے کو توکل کا نام دیتے ہیں،ساتھ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جذامی کے ساتھ کھانے پینے کی روایت سنداً ضعیف قرا دیتے ہیں۔ایک دوسری روایت کا بھی ذکر کرتے ہیں جس میں قبیلہ ثقیف میں ایک مجذوم تھا جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا تو آپ نے اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا اور دور سے ہی اس کی بیعت قبول فرمالی۔حافظ صاحب کو دیگر شارحین پر اس لیے فوقیت دی جانی چاہیے کہ انہوں نے مرضِ تعدیہ کے حوالے سے ایک واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بیماری،اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے مگر کوڑھی آدمی کے ساتھ میل ملاپ اس کا ایک سبب ہے،جب اللہ تعالیٰ اس میں اثر پیدا کردے۔اسبابِ بیماری سے پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں"[26]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حافظ صاحب کا خاص و عام افراد کو دو گروہوں میں تقسیم کرنا باعثِ حیرت ہے۔مطلب یہ کہ ضعیف العقیدہ لوگ جذامی سے دور بھاگیں جب کہ راسخ العقیدہ کے حامل افراد جذامی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور اللہ پر توکل کریں جبکہ جذامی سے دور بھاگنے والی روایت تمام افراد کے لیے ہے نہ کہ مخصوص طبقہ کے لیے۔جہاں تک جزامی کے ساتھ کھانا کھانے کی روایت کا تعلق ہے تو حافظ صاحب نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ساتھ اس روایت کو قابلِ عمل سمجھا ہے۔اگر یہ روایت ضعیف ہے تو اسے قابلِ عمل سمجھنے کی بجائے نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے۔

طاعون، کوڑھ اور جزام یہ پرانی امراض ہیں جن کے بارے میں میڈیکل سائنس کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ متعدی امراض ہیں۔ یہ ایک انتہائی خطرناک اور جان لیوا ہیں۔ طاعون جس نے ماضی میں بستیوں کی بستیاں اجاڑ دیں۔انسانوں کے ملاپ سے یہ مرض بستی در بستی پھیلتا چلا گیا اور انسان کو صفحۂ ہستی سے مٹاتا چلا گیا۔اسی طرح کوڑھ اور جزام سے جہاں متاثرہ انسان بدصورتی کا شکار ہو جاتا ہے تو وہاں ان سے پیدا ہونے والی کراہت نفسیاتی امراض کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔سائنسی نقطۂ نظر سے کوڑھی اور جزامی کی امراض انہیں آہستہ آہستہ انسانوں سے بھی دور کر دیتی ہیں اور زندگی سے بھی۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میڈیکل سائنس کی تحقیق اپنی جگہ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں میڈیکل سائنس سے زیادہ حتمی ہیں، کیوں کہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑے بڑے امراض سے انسانوں کو شفاء بخش دے۔خدائی طاقت کے سامنے کوئی مرض اپنا وجود نہیں رکھتا۔مرض اور صحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔مرض کے متعدی ہونے کے حوالے سے شارحینِ صحیح بخاری کا اپنا نقطۂ نظر ہے۔ذیل میں کتاب الطب شروح صحیح بخاری کے حوالے سے امام بخاریؒ کی پیش کردہ احادیث اور شارحین کی شرح پہ بحث ہوگی تاکہ مرض کے متعدی ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں صورتِ حال کھل کر سامنے آسکے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے مرض کے تعدیہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ □ کی روایت نقل کی ہے جس کے مطابق حضرت عمر بن خطاب □ شام تشریف لے جا رہے تھے۔مقام سرغ پہ پہنچے تو آپ کی ملاقات افواج کے سربراہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح □ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ان کی زبانی معلوم ہوا کہ شام طاعون کی لپیٹ میں ہے، پھر آپ نے مشورہ کے لیے مہاجرین، انصار اور قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو باری باری بلوایا اور ان سے مشاورت کی تو اصحاب رسول کی اکثریت کا مشورہ تھا کہ ملک شام جانے کے بجائے واپس مدینہ منورہ چلے جائیں۔حضرت عمر □ نے اعلان کروا دیا کہ صبح ہم واپس چلے جائیں گے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح □ نے اعتراض کیا کہ یاامیر المومنین! آپ تقدیر الٰہی سے بھاگ رہے ہیں۔جس پر حضرت عمر □ نے فرمایا: آپ اپنے اونٹوں کو چرانے کے لیے سرسبز وادی میں جاؤ گے یا بے آب و گیاہ وادی میں۔(گویا جواب میں ابوعبیدہ □ نے سرسبز وادی میں جانے کا عندیہ دیا۔)

مرض کے متعدی ہونے کے حوالے سے علامہ بدرالدین عینیؒ کی بیان کردہ روایت کے مطابق حضرت محمد ﷺ نے تو جزامی کے ساتھ کھانا کھایا اور علامہ عینیؒ کا یہ بھی نظریہ ہے کہ امراض فی نفسہ متعدی نہیں بلکہ یہ دور جاہلیت کی علامت ہیں۔علامہ قسطلانیؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے اجتہاد کو کتاب اللہ کے مطابق قرار دیا۔مولانا سلیم اللہ خاںؒ نے وبائی مرض سے متاثرہ افراد سے بچنے کو مستحب قرار دیا۔مولانا غلام رسول سعیدیؒ جدید میڈیکل سائنس کے نظریے کو درست تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ مرض پھیلتا ہے اور اللہ کریم نے بعض بیماریوں میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ ان کے جرثومے ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں لیکن مرض کے متعدی ہونے کو سبب اور حقیقی مسبب الاسباب خدا کی ذات کو قرار دیتے ہیں۔حافظ عبدالستار حماد کے نزدیک علمائے کرام ،فقہائے عظام اور صاحب ایمان افراد کوڑھی زدہ آدمی کے ساتھ کھا پی سکتے ہیں۔

امام بخاریؒ اور دیگر شارحین کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھا جائے تو مرض تعدیہ کی شکل کچھ اس طرح ہوگی۔امام بخاریؒ کی روایت جس میں حضرت عمر □ نے طاعون زدہ علاقہ شام میں جانے سے گریز کرتے ہوئے واپسی مدینہ کی راہ لی۔اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مرض متعدی ہو سکتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔علامہ عینیؒ کی بیان کردہ ضعیف روایت کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے جزامی کے ساتھ کھانا کھایا۔اس نظریے سے علامہ عینیؒ نے جو نکتہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرض متعدی نہیں، کیوں کہ اگر مرض متعدی ہوتا اور پھیلنے کا اندیشہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ جزامی کے ساتھ کھانا کیوں کھاتے اور دوسری بات جو علامہ عینیؒ نے کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے متعدی مرض کو دور جاہلیت سے جوڑا ہے اور اس کے تعدیہ کے اثرات سے انکار کیا ہے۔علامہ قسطلانیؒ نے حضرت عمر □ کے اجتہاد کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کافی سمجھتے ہوئے حضرت عمر بن خطاب  کے طریقۂ کار سے یہی نکتہ اخذ کیا ہے کہ مرض متعدی ہو سکتا ہے اور پھیل سکتا ہے۔جیساکہ ملک شام کا طاعون جس سے حضرت عمر نے واپسی مدینہ کی راہ لی تھی۔حافظ عبدالستار ایک مخصوص طبقہ کو جو صاحب ایمان ہو،اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو صرف وہی طبقہ جزامی اور کوڑھی سے میل جول رکھ سکتا ہے جب کہ باقی عام افراد کو وہ جزامی اور کوڑھی سے ملنے جلنے کی اجازت نہیں دیتے۔نبی کریم ﷺ کے پاس جزامی آیا اور آپ نے اس سے اختلاط نہیں کیا اور سماجی فاصلہ اختیار کرتے ہوئے بیعت لی اور اسے دور رہنے کا عندیہ دیا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی صاحب ایمان ہو سکتا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جزامی سے میل جول رکھنے میں سبھی لوگ شامل ہیں خواہ وہ نیک و بد ہوں یا مسلم اور غیر مسلم ہوں۔

اوپر کی بحث میں شارحینِ کے دو طبقات واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔ایک طبقہ وہ جو مرض کے متعدی ہونے کا اقرار کرتا ہے اور دوسرا طبقہ جو متعدی ہونے کی نفی کرتا ہے۔راقم الحروف ساری بحث سے اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کچھ احادیث مبارکہ مرض کے متعدی ہونے کی نفی کرتی ہیں اور کچھ میں یہ کہا گیا ہے آپ نے جزامی کے ساتھ کھایا پیا بھی اور ایک موقع پر آپ نے ایک جزامی کی بیعت سماجی فاصلے سے لی۔بظاہر دیکھا جائے تو احادیث مبارکہ میں تضاد ہے لیکن ساری صورت حال کا بغور جائزہ لینے کے بعد صورت حال واضح ہو جاتی ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ نے جہاں یہ کہا کہ کوئی مرض متعدی نہیں،وہاں مرض کے متعدی ہونے کی نفی نہیں کی،صرف حکمِ ربی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مرض اس وقت تک دوسرے کو منتقل نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اسے کسی جسم میں بھی منتقل کر دیتا ہے اور اس وقت جب یہ مرض کسی شخص میں تھا ہی نہیں۔اسی لیے یہ روایت بھی تو ہے کہ پہلے اونٹ کو خارش کا مرض کیسے لگا؟اس کا جواب بھی یہی ہے کہ پہلے اونٹ کو کسی دوسرے اونٹ یا انسان سے خارش کا مرض منتقل نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاحق ہوا ہے۔ویسے بھی ہم کرونا وائرس (Covid-19) کی شدید لہر کے دوران بھی اس بات کا نظارہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو کرونا کی حیثیت کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے۔اور کورونا کے وجود کو ماننے والے انہیں جاہل کہتے تھے۔ایسے نہ ماننے والے افراد گلی کوچوں اور بازار میں گھومتے رہے،ایک دوسرے سے ملتے بھی رہے اور کرونا سے محفوظ بھی رہے۔دوسری طرف ایسے لوگ جو کرونا کی حیثیت کو تسلیم کر کے بہت زیادہ احتیاط کرتے رہے،ان میں سے بھی بعض کرونا کا شکار ہوئے۔

کرونا وائرس ایک حقیقت ہے،جس سے انکار ممکن نہیں اور جو اس سے انسانوں کی تباہی ہوئی ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن سوال تو یہ ہے کہ جاہل اکثریتی طبقہ جس نے کوئی احتیاط نہیں کی،کیوں کر محفوظ رہا اور جس طبقے نے بہت زیادہ احتیاط کی وہ کیوں کر متاثر ہوا؟

اس سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بعض امراض متعدی ہیں اور ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔جیسے طاعون،جذام وغیرہ پھیلے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ان متعدی امراض کو مؤثر کرنے والی صرف ایک ذاتِ مبارکہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کے اندر متعدی امراض کو کو گاہے بگاہے بھیج کر انسانوں کی آزمائش کرتا ہے۔انسانوں کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے متعدی مرض کے اثر کو زائل کر کے انسانوں کے اختلاط میں مرض کے پھیلاؤ کو بھی روکتا ہے اور جب چاہتا ہے کسی انسان یا حیوان میں وہ مرض بھیج دیتا ہے۔

راقم کا نظریہ یہی ہے کہ مرض کو متعدی تسلیم کرتے ہوئے احتیاط کرنی چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مسبب الاسباب ہے اور مرض فقط سبب ہے۔جیسے انسان خوشی،غمی،زندگی موت ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور ایسے ہی جن امراض کو جدید میڈیکل سائنس نے متعدی کہا ہے انہیں متعدی تسلیم کر لینا چاہیے لیکن احتیاط کے تقاضوں کو بھی ایسے ہی بروئے کار لانا چاہیے جیسا نبی کریم ﷺ نے جزامی سے دور سے ہی فرمایا کہ آپ کی بیعت ہو چکی ہے۔

**خلاصہ بحث**

وبائی مرض سے مراد ایسا مرض ہے جو ہوا کے جراثیم زدہ ہونے کے بعد کسی مخصوص علاقے یا وسیع تر علاقے میں پھیل کر انسانوں یا جانوروں کو متاثر کرتا ہے۔تاریخ کے جھروکے میں جھانک کر دیکھیں تو متعدّد امراض دنیا میں وارد ہو کر تباہی کا باعث بن چکے ہیں۔جیسے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نزلہ، زکام، کالی کھانسی وبا کے طور پر کئی بار دنیا کو متاثر کر چکے ہیں۔جہاں تک متعدی امراض کا تعلق ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اکثر لوگ وبائی اور متعدی امراض کو ہم معنٰی یا مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔متعدی کو انگریزی زبان میں Infectious disease (تعفن زدہ امراض )کے نام سے جانا جاتا ہے۔

تعدیہ کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ مرض وائرس یا بیکٹریا کی شکل میں کسی ذریعے سے جسم کے مخصوص حصے میں داخل ہو کر تعفن پیدا کرتا ہے،جس سے اس مرض کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے۔تعدیہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ چھونے سے یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔جیسے کوڑھ کا مرض اور خارش کا مسئلہ۔

وبائی امراض عموماً سمیاتی ہواؤں سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ایک ناگہانی صورت حال سے دوچار کر دیتے ہیں جب کہ متعدی امراض چھوت کے امراض ہیں جو چھونے سے لاحق ہوتی ہیں اور کبھی جراثیم کے پھیلاؤ سے ایک جسم سے دیگر اجسام میں منتقل ہو کر تعدیہ کا باعث بنتے ہیں۔متعدی امراض کو تین مختلف درجات میں تقسیم کیا گیا ہے:(1)مقامی وباء(2)علاقائی وباء(3)عالمی وباء۔ان تینوں میں سب سے زیادہ خطرناک وباء عالمی وباء ہے جو کئی اقوام کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ہیضہ ،چیچک ،خسرہ ،جذام ،تپ دق ،ایڈز وغیرہ متعدی امراض کی مثالیں ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ،علامہ بدرالدین عینی،علامہ قسطلانی،شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان،مولانا غلام رسول سعیدی رحمہم اللہ تعالی اور حافظ عبدالستار حماد کا جذام،طاعون اور متعدی امراض کے حوالے سے نقطۂ نظر بھی تحقیقی مواد کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے بھی کوڑھی سے دوری اختیار کی گویا کوڑھی سے عدمِ اختلاط حدیث سے ثابت ہے۔حدیثِ مبارکہ کی رو سے کوئی مرض متعدی نہیں اور جو بھی بیماری لاحق ہوتی ہے وہ اللہ تعالی کی مشیت سے ہوتی ہے۔شارحین کی شرح کی رو سے ان دو متضاد باتوں کی کی تشریح یہ ہے کہ کوئی بھی مرض بذاتِ خود متعدی نہیں جب تک اللہ تعالٰی اس مرض کو کسی دوسرے جسم میں منتقل ہونے کا حکم نہ دے۔اگر مرض متعدی قسم کا بھی ہو تو تب بھی اس وقت تک کسی دوسرے جسم میں منتقل ہونے کی حیثیت رکھتا ہے جب اللہ تعالی ایسا چاہتا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی مرضی اور مشیت کے بغیر خطرناک سے خطرناک مرض بھی خواہ چھونے سے ہو یا سمیاتی ہوا سے ہو،اس وقت تک مؤثر نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔لہذا وبائی مرض بذاتِ خود متعدی ہونے کی خاصیت سے عاری ہے۔مرض کے اندر تعدیہ خصوصیات ہونے کے باوجود ایک جسم سے دوسرے جسم میں مرض منتقل کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالٰی کے پاس ہے۔

## نتائج

بیماری کا آنا لازم ہے۔مختلف انبیاء کرام کی بیماریوں کا ذکر اللہ تعالی نے قران مجید میں فرمایا ہے۔حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔چند متعدی امراض ایسے ہیں جو آغاز سے لے کر اج کے دور میں بھی موجود ہیں۔جیسے جذام،طاعون، ہیضہ،سارس جو آج کرونا وائرس کی شکل میں ہے۔زیکا وائرس انفیکشن، ماربرگ بخار اور ایبولا وغیرہ۔مسلم اطباء، ماہرین علوم، فقہاءو محدثین نے اسے تسلیم کیا ہے۔حضرت عمرفاروق نے طاعون زدہ علاقے میں جانے سے منع کر دیا تھا اس بارے میں صحابہ کرام سے باقاعدہ مشاورت کی گئی تھی۔امام بخاری نے صحیح بخاری میں "کتاب الطب" کے ذیل میں دو ابواب قائم کرتے ہیں۔

باب "مایذکر فی الطاعون" اور "باب الجذام" اس کے تحت شارحین حدیث نے اپنے اپنے مؤقفات بیان کیے ہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدی امراض سے بچاؤ کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا مؤقف اختیار کیا ہے اور تین احتیاطی تدابیر کا ذکر کیا ہے۔"فرمن المجزوم کماتفرمن الاسد" سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ متعدی امراض کے لاحق ہونے کا سبب اختلاط نہیں بلکہ اس مرض کو براہ راست

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مولانا سلیم اللہ خاں،مولانا غلام رسول سعیدی اور حافظ عبدالستار حماد نے روایات میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔مرض کے متعدی ہونے کو سبب اور حقیقی مسبب الاسباب اللہ تعالی کی ذات کو قرار دیتے ہیں۔

**سفارشات**

1۔عصر حاضر میں آلودگی کی وجہ سے متعدی امراض جنم لے رہے ہیں۔اس کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ "آلودگی" کو ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں اور اس سے بچاؤ کے لیے سکولز،کالجز، یونیورسٹیز اور مدارس کی سطح پر اسے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

2-ناقص غذاؤں کی وجہ سے بچوں،نوجوانوں،بڑوں سمیت قوت مدافعتimmunity System کمزور پڑ رہا ہے،جس سے وبائی اور متعدی امراض جنم لیتے ہیں۔اس گورنمنٹ کو چاہیے کہ ناقص غذاؤں کے خاتمہ کے لیے عملی اقدامات کریں۔گاؤں، ٹاؤن، یونین کونسل کی سطح سے لے کر اوپر تک مؤثر اقدامات ہونے چاہییں۔

3-جدید میڈیکل سائنس پڑھانے کے ساتھ ساتھ کتب احادیث میں موجود کتاب الطب،باب المرضی،جدید وقدیم شارحین کے نقطہ ہائے نظر اور تحقیقات کو بھی نصاب کا حصہ بنانا چاہیے۔

---

[1] البخاری،ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل۔الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، صحیح البخاری، کتاب الطب، بالجذام، رقم الحدیث: 5707،دار طوق النجاۃ،1422ء

[2] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، رقم الحدیث: 5729

[3] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، رقم الحدیث: 5729

[4] ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج10، ص188، بیروت: دارالمعرفۃ،1379ھ

[5] فتح الباری 88/10

[6] ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین، احمد بن علی۔ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، ج1، ص:93-94،الریاض: مطبعۃ سفیر،الطبعۃ: الاولی،1422ھ

[7] بدرالدین عینی، محمود بن احمد۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج21، ص247،دار إحیاء التراث العربي- بیروت، س ن

[8] ترمذی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی، ابواب الاطعمۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الأکل مع المجذوم، رقم الحدیث: 1817، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی،1395ھ

[9] شہاب الدین القسطلانی، احمد بن محمد۔ ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج8، ص386، مصر: الکبری الامیریۃ 1323ھ

[10] ارشاد الساری 374/8

[11] سنن الترمذی، ابواب الاطعمۃ، ماجاء فی الاکل مع المجذوم، رقم الحدیث: 1817

[12] صحیح البخاری، کتاب الطب، بالجذام، رقم الحدیث: 5707

[13]سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث:3543

[14] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ۔۔۔۔ولا یورد ممرض علی مصح، رقم الحدیث:2221

[15]احمد بن عمرو، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، مسند اسامۃ بن زَید(المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ العلوم والحکم -الطبعۃ: الاولی، 2009ء) رقم الحدیث:2587

[16]خاں، سلیم اللہ۔ کشف الباری عما فی صحیح البخاری، ج 20، ص792۔794 شاہ فیصل کالونی نمبر 4، مکتبہ فاروقیہ، کراچی، ج 12، ص694، س ن

[17] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث:5707

[18] صحیح البخاری کتاب الطب، باب لاعدوی، رقم الحدیث:5774

[19] سعیدی، مولانا غلام رسول۔ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج12، ص122، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، کراچی، 2020ء

[20]سعیدی، مولانا غلام رسول۔ مقالات سعیدی، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، 2019 ء کراچی، ص452

[21]حماد، حافظ عبدالستار۔ ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری، مکتبہ دارالسلام، لاہور، 2019ء، ج8، ص595

[22]سنن الترمذی، ابواب الاطعمۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم، رقم الحدیث:1817

[23] سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث:3543

[24] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوہ، رقم الحدیث:2231

[25]مسند احمد، رقم الحدیث : 20767

[26]ہدایۃ القاری 595/8